سید خالد احمد بنوری، پشاور

ماموں جان کی یاد

آج جید عالم دین، عبادت گذار، پارسا، ہمدرد و مخلص، سچے عاشق رسول، برتر و بزرگ ہستی ہم میں موجود نہیں، یہ دین متین کے جاں نثار ہم سے بچھڑ گئے۔ سالارِ ختم نبوت چل بسے، فیض و عرفان کا سورج غروب ہوگیا، خیر و برکت کی شمع بجھ گئی، حکمت و دانائی کا باب ختم ہوگیا، ان کی جدائی سے ہمارے دل غم سے چور ہیں، ذہنوں پر ویرانی چھائی ہوئی ہے، ہر فرد آہ و بکاہ سے دوچار ہے، اس عظیم نقصان کی تلافی دکھ درد سے نہیں، غم سے نہیں، اس دار فانی سے رسول اکرم ﷺ رخصت ہوئے۔ آخر بقا کس چیز کو ہے۔ دنیا خود بھی فانی۔ اس کے بسنے والے بھی فانی۔ **کل من علیھا فان** لیکن اسی طرح کے مرد مومن کے کارنامے رہتی دنیا تک قوم کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں، ان کی پوری زندگی جہد مسلسل اور جہاد فی سبیل اللہ سے عبارت تھی، ان کے ارشادات و نگارشات، ان کی تصنیف و تالیف قوم کے لئے فلاح و بھلائی و نجات کا پیغام ہیں، ان کا یہ نیک کردار ہمارا رہنما ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آپ کی ذات گرامی سب کے لئے سایہ رحمت تھی، ہم سمجھ رہے تھے کہ ان کے رحلت فرمانے سے ہمیں بے انتہاء صدمہ پہنچا ہے، لیکن جو تعزیتی تار و خطوط آئے ہر ایک اپنی جگہ غمگین و رنجیدہ تھا، افسردگی اور پریشانی ان کے دامن گیر نظر آئی۔ اکثر نے لکھا تھا کہ ہمیں اتنا صدمہ پہنچا ہے کہ آپ لوگ ہمیں تعزیت کریں۔ والد صاحب کے ایک دوست نے ''دیر'' سے تحریر کیا: اگر مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ میرا انتقال ہوجاتا تو بہتر ہوتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ہر ایک کے لئے عظیم سانحہ تھی، ملک و ملت کی رہنمائی کے لئے آپ کی بے حد ضرورت تھی، لیکن خالق حقیقی نے جلد اپنے نیک و صالح بندے کو اپنے پاس بلالیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ملاقات آپ سے ہوجاتی وہ آپ کا گرویدہ اور جانثار بن جاتا۔

تقریر کے سلسلہ میں نہ صرف دینی مدارس کے طلباء آپ کے مداح تھے‘ بلکہ کالج اور یونیورسٹی کے طلباء آپ کی تقریر کے خواہش منداور مشتاق نظر آتے تھے‘ آپ ان کو معلومات جدیدہ سے سمجھاتے اور عقلی دلائل کا انبار لگاتے‘ یہاں تک کہ نباتات اور حیوانات کے متعلق تفصیلات اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی کارفرمائیاں بیان فرماتے‘ جس سے طلباء کے عقائد و اذہان میں پختگی آجاتی او روہ مذہب سے قریب تر ہوجاتے۔

اول: آپ کو رسول مقبول ﷺ کی ذات مبارک سے والہانہ عشق تھا‘ آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ علوم دینیہ واحادیث نبوی ﷺ کے حصول اور پھر تدریس وتبلیغ اوراس کے بعد تحقیق وترویج میں گذارا۔

دوم: آپ نے زندگی کے ہر پہلو میں رسول اکرم ﷺ کے افعال کی پیروی کی۔

سوم: آپ اکثر رسول اللہ ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے عبادات وخیرات کرتے رہے۔اسی طرح ہر سال قربانی اور بے شمار عمرے ان کے حق میں کئے۔

چہارم: زندگی میں آپ نے وصیت تحریر کی تھی کہ روضہ مبارک کا غبار میری آنکھوں میں لگادینا۔روضہ اقدس کے دیئے کا تیل میری داڑھی پر چھڑکنا اور روضہ پاک کے غلاف کا ٹکڑا میرے کفن میں سینہ پر سی دینا اور خانہ کعبہ کی چھت کی لکڑی تین سو سال پرانی، قبر میں رکھنے کو کہا تھا۔ یہ سب چیزیں آپ نے ڈبہ میں محفوظ رکھی تھیں‘ آپ کی وصیت کے مطابق کام میں لائی گئیں۔ یہ حب رسول کی معراج تھی۔

آپ جب تلاوت کلام پاک سنتے تو بے حد حلاوت محسوس کرتے اور اکثر شدت جذبات سے آبدیدہ ہوجاتے اور آپ بیس سے زائد حج اوران گنت عمروں کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے تھے۔

آپ دنیاوی طمع وحرص سے بے حد نفرت فرماتے‘ اکثر کوئی امیر آدمی خرچ کم اور دولت کا ارتکاز زیادہ کرتا اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرتا‘ آپ فرماتے کہ: اس کی مثال بینک کے ایک محافظ کی ہے‘ جو دولت پر پہرہ دیتا ہے‘ لیکن خود خرچ کرنے سے قاصر ہو‘ ایسے امیر کی یہ دولت یونہی رہ جائے گی۔

اساتذہ میں آپ کو استاذ المکرّم، محقق عصر حضرت مولانا انور شاہ سے قلبی تعلق تھا‘ مجلس میں جب بھی ان کا ذکر آتا آپ گھنٹوں ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے‘ ان کی حیات میں آپ نے بے لوث خدمت کی اور متعدد سفروں میں ان کے ساتھ رہے۔ مسئلہ تحفظ ختم نبوت ان کی زندگی کا مقدس مشن تھا جوان کے تلمیذ خاص کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچا‘ ہر لحہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعامات واحسانات کا شکر بجالاتے تھے‘ عبادت نہایت خضوع وخشوع سے ادا فرماتے‘ زندگی کے آخری حصے تک عبادت میں کمی نہیں آنے دی۔ رمضان المبارک میں

آپ خصوصی خوش الحان حافظ کا انتظام فرماتے اور ان کے پیچھے تراویح ادا فرماتے۔ حیرانی ہوتی کہ باوجود گھٹنوں کے درد و تکلیف کے آپ گھنٹوں کھڑے رہتے' اس سے نہایت لطف محسوس کرتے اور راحت نصیب ہوتی۔

ممالک عربیہ سعودی عرب، مصر، لیبیا اور شام میں بڑی بڑی مجالسِ دینیہ اور محافلِ مذہبیہ کو آپ نے علمی تبحر و بصیرت، ذکاوت و ذہانت اور دانش و فراست سے تابانی بخشی اور پاکستان کی نمائندگی کر کے ملک کا وقار بلند کیا' یہ ممالک مستقل طور پر آپ کو بڑی بڑی کانفرنسوں میں بلاتے اور آپ سے علمی استفادہ حاصل کرتے۔ حکومت وقت نے آپ کے مقام کو پہچان لیا اور آپ کی اہلیت و قابلیت سے قوم کے بیڑے کو اسلام کے منور اور درخشندہ کنارے تک پہنچانے کا عہد کیا۔

بڑی قدر و منزلت اور عزت و افتخار کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل میں شمولیت کی استدعا کی' آپ کے دل میں پہلے یہ تڑپ موجود تھی کہ اس ملک میں کب نظام مصطفیٰ رائج ہوگا اور قوم کا ہر قول و فعل کس طرح اسلام کے زریں اصولوں سے ہم آہنگ ہوجائے گا' اس لئے انہوں نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کامیابی اور کامرانی کے لئے دن رات محنت کی' تاکہ مدتوں کی صادق خواہش اور مقدس آرزو پوری ہوسکے' اس لطف و نشاط میں انہوں نے بیرون ملک مصروفیات ملتوی کردیں' آپ نے ذاتی صحت کی پرواہ نہ کی اور چھ چھ گھنٹے تک مسلسل کام کیا' حالانکہ آپ کے معالج نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا تھا' آخر اس عظیم مذہبی اور ملی فریضہ کی ادائیگی کے دوران داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد پر نزولِ رحمت و انوار کرے۔ آمین۔

''حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو تمام انبیاء سابقین و ملوک صالحین و عابدین کے کمالات کا وارث بنایا گیا اور ایسی جامعیت عطا فرمائی کہ تمام مناصب اصلاح خواہ دعوت و تبلیغ کے ہوں یا جہاد و قتال کے یا نظم مملکت کے، آپ کی ذات بابرکات میں خود جمع کردیئے تھے۔ بیک وقت آپ داعی الی اللہ بھی تھے اور حاکم اعلیٰ بھی اور قائد جیوش بھی۔ آپ کے خلفاء راشدین بھی آپ کی صفات کمال کے صحیح جانشین تھے۔'' (بصائر و عبر۔ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)